(۲)

فرض کفایہ

[یہ مضمون آل انڈیا اسلامک اسٹڈیز کانفرنس منعقدہ ۲۵ ، ۲۶ ، ۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء حیدر آباد میں پڑھا گیا تھا - مضمون نگار جناب ضیاء الحسن فاروقی نے فرض کفایہ کے اسلامی تصور پر بحث کرتے ہوئے بتایا کہ فقہ کی متداول کتابوں میں عام طور پر فرض کفایہ کا ذکر جہاد ، نماز جنازہ اور دفن میت کے سلسلے میں ملتا ہے - اور اس کی اساس قرآن مجید کی یہ آیت ہے :- وما کان المومنون لینفروا کافة فلو لا نفر من کل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون -

مضمون نگار صاحب نے مختلف مفسرین و مترجمین کے حوالے دے کر بتایا کہ بعض اس آیت کو طلب علم سے متعلق مانتے ہیں اور بعض جہاد سے - مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ نے شیخ الہند رحمہ کے ترجمے کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے :- طلب علم فرض کفایہ ہے اور جہاد بھی فرض کفایہ ہے " اس تمہید کے بعد فاروقی صاحب فرض کفایہ کے تصور کو وسعت دینے کی ضرورت کے ضمن میں یہ ارشاد فرماتے ہیں] -

مذکورہ آیت گویا بنیاد ہے جس پر فرض کفایہ کا ڈھانچا کھڑا کیا گیا ہے - اس کے تحت جہاد اور طلب علم دونوں آتے ہیں - اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ علم اور تفقہ فی الدین سے کیا مراد ہے ؟ اور خود دین کا کیا مفہوم ہے ، عام طور پر روایتی انداز فکر کے مطابق علم کا دائرہ مذہبی تعلیم ہی تک محدود رکھا گیا ہے ' لیکن حقیقت اس کے بر عکس ہے - میرا خیال ہے کہ علم اور حکمت کی کوئی حد نہیں اور قرآنی تعلیمات کے مطابق علم اور حکمت کا دامن انسانی زندگی کے ہر شعبہ سے وابستہ ہے - دین سے اگر Way of Life مراد ہے تو پھر دینی اور دنیوی علوم کی تخصیص بیکار ہے - ہر طرح کا دینی

علم دنیوی اور ہر قسم کا دنیوی علم دینی علم ہے بشرطیکہ مقصد ایک اور نیت انسانی زندگی کو بہتر بنانا ہو۔ مولانا آزاد نے ایک موقع پر اسی بات کو ان الفاظ میں کہا ہے ۔

''علم اور مذہب کی جنگی نزاع ہے، فی الحقیقت علم اور مذہب کی نہیں ہے ' مدعیان علم کی خامکاریوں اور مدعیان مذہب کی ظاہر پرستیوں اور قواعد سازیوں کی ہے ' حقیقی علم .... اور حقیقی مذہب اگرچہ چلتے ہیں الگ الگ راستوں سے مگر بالاخر پہونچ جاتے ہیں ایک ہی منزل پر (۱) ''

اب جب کہ ہم نے علم کے مفہوم کو اتنی وسعت دے دی ہے اور علم ہو یا مذہب سب کا بنیادی مقصد انسانی زندگی کو بہتر بنانا ہے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کے لئے سوسائٹی یا معاشرہ میں استحکام اور امن و سلامتی کا انتظام کیا جائے ۔ وہ سارے اسباب جن سے معاشرہ میں ابتری اور فساد پیدا ہوتا ہے ' ان کو بر روئے کار آنے کا موقع نہ دیا جائے ۔ مثال کے طور پر اگر کسی مسلم معاشرہ میں سب کے سب جہاد فی سبیل اللہ میں ہر وقت مصروف رہیں ، یا تمام افراد تفقہ فی الدین کا فریضہ ادا کرنے میں لگ جائیں تو معاشرہ میں انتشار پیدا ہو جائے گا ۔ اور معاشرہ اگر انتشار اور فساد کی زد میں آ جائے تو انسانی زندگی کو سنوارنے کا امکان ختم ہو جاتا ہے ۔ اور وہ کلی انسانی اقدار جن سے عبارت ہے زندگی میں حسن و معنی ' مجروح و مذبوح ہو جاتی ہیں شاہ ولی اللہ دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے :۔

'' اور معلوم ہونا چاہیئے کہ کسی کام کو فرض کفایہ قرار دینے کا ایک سبب یہ ہوتا ہے کہ تمام انسانوں کا اس پر جمع ہونا (اور انجام دینا) ان کے معاشی نظام کو بگاڑ دے اور ان کے مشاغل زندگی کو معطل کر دے ' اور یہ بھی ممکن نہ ہو کہ کچھ لوگوں کو اس کام پر متعین کر دیا جائے اور کچھ کو (نہ کیا

(۱) مولانا ابوالکلام آزاد' غبار خاطر' حالی پبلشنگ ہاؤس دہلی' سنہ ۱۹۴۶ء ص۲۹ ۔

جائے) اور دوسرے کام پر تقرر کیا جائے ۔ مثلاً جہاد کہ اگر سب اس میں لگ جائیں اور کاشتکاری تجارت اور دستکاری کو چھوڑ بیٹھیں تو ان کی معاش گڑبڑ ہو جائے اور یہ بھی ممکن نہیں کہ کچھ مخصوص لوگوں کو جہاد کے لئے اور کچھ کو تجارت کے لئے اور کچھ کو کاشتکاری کے لئے اور کچھ کو فصل مقدمات کے لئے اور کچھ کو تعلیم علم کے لئے معین کر دیا جائے ۔ اس لئے کہ ہر شخص کی الگ الگ صلاحیتیں ہوتی ہیں اور اس بات کا پتہ محض ان کے ناموں اور ان کے خاندانوں سے نہیں لگایا جا سکتا کہ کون کس کام کی استعداد رکھتا ہے اور کس کام کی نہیں کہ اس کی بنیاد پر ان کے مشاغل کا فیصلہ کیا جا سکے (بلکہ ہر شخص کی صلاحیتیں کسی مشغلہ کو اختیار کرنے کے بعد ہی نمایاں ہوتی ہیں) ۔

اور ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کام کی مصلحت مقصودہ (معاشرہ میں) نظام کو قائم کرنا ہو اور اس کے چھوڑنے سے نفس انسانی میں بگاڑ اور بہیمیت کا غلبہ پیدا نہ ہوتا ہو (یعنی اس کی حیثیت اجتماعی ہو انفرادی نہ ہو) مثلاً قضاء، تعلیم علوم دین اور خلیفہ ہونا کیونکہ یہ سب کام جماعتی نظام قائم کرنے کے لئے ضروری قرار دئیے گئے ہیں اور (ہر گروہ میں) ایک شخص کےذریعہ بھی یہ کام انجام پاسکتے ہیں' یا مثلاً مریض کی عیادت اور نماز جنازہ ۔ کیونکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ مریضوں اور مرنے والوں کے حقوق ضائع نہ ہوں اور یہ مصلحت کچھ لوگوں کے ان کاموں کو انجام دینے سے بھی حاصل ہو سکتی ہے ۔ "

شاہ صاحب نے ارتفاقات یا تدابیر منزل سے جو بحثیں کی ہیں ان کے پیش نظر یہ بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے کہ معاشرتی استحکام کو ان کے نزدیک کتنی اهمیت تھی ' معاملات اور سیاست مدنیہ کے فن کو وہ حکمت قرار دیتے ہیں اور علم و حکمت کے اسرار کھولنے کےلئے پیغمبر اور ان کی شریعتیں آتی رہی

ہیں ۔ شاہ صاحب یونانی مفکرین کی طرح سماج ریاست اور قانون کے آغاز کا ذکر کرتے ہیں اور زندگی کی احتیاجوں اور ضرورتوں کو اس کا بنیادی سبب قرار دیتے ہیں ، اس لئے جن بنیادی پیشوں سے زندگی کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں اگر ان کی نگہبانی نہ کی جائے یا ان کی طرف توجہ نہ کی جائے یا کسی معاشرہ میں ان کا فقدان ہو تو اس معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہوگا اور معاشرہ میں بگاڑ نہیں پیدا ہونا چاہیئے کہ اس کا اثر مادی اور روحانی زندگی پر یکساں پڑتا ہے۔ ایسی صورت میں کیا یہ کہنا بے جا ہوگا کہ ان تمام امور کی مناسب بجا آوری جو معاشرہ کے استحکام میں مد و معاون ہوتے ہیں ، فرض کفایہ ہے اور ان کی تکمیل اسی جذبے اور اسی تصور کے تحت ہونی چاہیئے ؟ انسانی فطرت یہ ہے کہ وہ محض مادی ضرورتوں کے پورا ہونے ہی پر قانع نہیں ہوتا ، اس کے ما وراء وہ تہذیب و شائستگی کا خواہاں ہوتا ہے ، وہ اپنی روحانی آسودگی و تسکین کا سامان بھی فراہم کرنا چاہتا ہے ، اور یہی چیز اسے جانوروں سے ممتاز کرتی ہے ، اس لئے وہ تمام صنعتیں جو تہذیب و شائستگی اور اچھی زندگی کے لئے ضروری ہیں ، اور وہ سارے علوم جو حقیقت اشیاء کو واضح کرتے ہیں اور روحانی طمانیت مہیا کرتے ہیں ، بہتر انسانی زندگی کے لئے ضروری ہوئیں ، کیا ان صنعتوں کو سیکھنا ، ان کو ترقی دینا ، اور ان علوم سے بہرہ اندوز ہونا مہذب انسانی سوسائٹی کے لئے فرض کفایہ کی تعریف میں نہیں آتا ؟ یہی وہ سوالات ہیں جو میں آج کی مجلس میں اٹھانا چاہتا ہوں مجھے یہ نہیں معلوم کہ ان کی شرعی حیثیت کیا ہے ، ہاں عقل سلیم بار بار اس طرف توجہ مبذول کراتی ہے اور دین براہیمی کی فطرت اگر وہی ہے جو انسان کی فطرت ہے تو پھر ان سوالوں سے ہم دامن نہیں بچاسکتے ۔

امام غزالی کی مشہور کتاب احیاء علوم الدین میں باب اول علم کے بیان میں ہے اور اس باب کی مختلف فصلوں میں انہوں نے اقسام علم اور ان کی افادیت سے سیر حاصل بحث کی ہے ، کہا جاتا ہے کہ احیاء میں جو روایتیں ہیں وہ سب کی سب مستند نہیں ہیں ، لیکن یہاں روایتوں کے غیر مستند اور مستند ہونے سے بحث نہیں ہے ، دیکھنا یہ ہے کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ بات عقل سلیم کی کسوٹی پر بھی پوری اترتی ہے یا نہیں ، ہاں اگر اس سے

کسی نص قطعی کی نفی ہوتی ہے تو بلاشبہ اسے رد کر دیا جاسکتا ہے - لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو پھر غور و فکر کرنا ہمارا فرض ہے - امام صاحب ایک جگہ کہتے ہیں :-

''جب یہ ثابت ہو چکا کہ سب باتوں سے افضل علم ہے تو اس کا سیکھنا افضل بات کا حاصل کرنا ہوگا اور اس کا سکھانا افضل امر کی تعلیم ہوگی اور اس کی وضاحت یوں ہے کہ خلق کے مقاصد دین اور دنیا میں آجاتے ہیں اور دنیا کے انتظام کے بغیر دین کا نظام قائم نہیں ہو سکتا کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور جو شخص دنیا کو آلہ' آخرت اور فرودگاہ سمجھے اس کے لئے دنیا خدا تک پہونچنے کا ایک ذریعہ ہے .... اور دنیا کا انتظام انسانوں کے اعمال سے چلتا ہے اور ان کے اعمال ' حرفے اور صنعتیں غرض سارے کاروبار کی تین قسمیں ہیں :- اول تو اصول ہیں کہ ان کے بغیر عالم کا قیام نہیں اور یہ اصول چار ہیں :- زراعت جس پر کھانا موقوف ہے (۲) نور بافی لباس کے لئے (۳) تعمیر مسکن کے لئے اور (۴) سیاست ' اجتماعی زندگی اور اسباب معیشت میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لئے - دوسرے وہ اعمال ہیں جو ان چاروں صنعتوں یا فنون یا امور کو مہیا کرتے ہیں اور ان کے خادم ہیں مثلاً آہنگری کہ زراعت کا کام اس سے چلتا ہے اور دوسری صنعتوں کے آلات بھی اس سے بنتے ہیں اور دھننا اور کاتنا دونوں نور بافی کے خادم ہیں - تیسرے وہ اعمال ہیں کہ (مذکورہ) اصول کو پورا کرتے ہیں اور ان کو زینت دیتے ہیں ' مثلاً زراعت کے سلسلہ میں پیسنا اور پکانا اور کپڑا بننے سے متعلق دھونا اور سینا - اور ان تین طرح کی سرگرمیوں کو عالم کے قیام میں ایسا ہی علاقہ ہے جیسے آدمی کے اجزاء و اعضاء کو اس کے تمام وجود کے قیام میں ہے - '' (۲)

(۲) مولوی محمد احسن - مذاق العارفین (ترجمہ احیاء علوم الدین) جلد اول ' نولکشور پریس لکھنؤ صفحہ ۱۶ (ملاحظہ ہو احیاء علوم الدین ' کتاب العلم)

علم ھی کے باب میں امام صاحب نے فرض عین اور فرض کفایہ سے بھی بحث کی ھے ۔ چنانچہ فرض کفایہ کے عنوان سے جو فصل ھے اس میں انہوں نے لکھا ھے :-

'' فرض کفایہ وہ علوم ھیں جن کی حاجت امور دنیا کے قائم رھنے میں پڑے جیسے طب ھے کہ بدنوں کو تندرست رکھنے کے لئے ضروری ھے اور جس طرح کہ حساب کے معاملات میں اور وصیتوں ترکوں کی تقسیم وغیرہ میں ضروری ھے ۔ اور یہ اس طرح کے علوم ھیں کہ اگر شہر میں کوئی نہ جانتا ھو تو شہر والے نہایت دقت اٹھائیں گے اور جب ایک بھی ان کو سیکھ لے تو کافی ھے اور دوسرے شخصوں سے فرض ساقط ھو جاتا ھے ھمارے اس قول سے کسی کو متعجب نہیں ھونا چاھیئے کہ ھم نے طب اور حساب کو فرض کفایہ کہہ دیا کیونکہ اس اعتبار سے تو اصل صنعتیں بھی فرض کفایہ ھیں ۔ مثلاً کاشتکاری اوربافی اور سیاست بھی فرض کفایہ ھیں بلکہ جراحی اور خیاطی بھی کہ اگر کسی شہر میں خون لینے والا نہ ھو تو جلد مر جائیں اور اپنی جان کو ھلاکت میں ڈال کر دقت اٹھائیں گے اس لئے کہ جس نے بیماری بھیجی ھے اس نے دوا بھی آتاری ھے اور اس کے استعمال کا طریقہ بھی بتایا ھے اور ان کے اسباب مقرر فرمائے '' ۔ (۳)

میں نے احیاء سے طویل اقتباسات دیئے ھیں اور یہ ضروری تھا کہ زیر بحث موضوع سے متعلق امام غزالی کا نقطہ' نظر واضح ھو جائے ۔ امام صاحب نے جگہ جگہ انسانی فطرت کی خامیوں کا بھی ذکر کیا ھے اور امور دنیا کی درستگی کی طرف توجہ مبذول کرائی ھے ، انہوں نے دنیا کو آخرت کی کھیتی کی مشہور روایت کا حوالہ دیا ھے اور سعادت دنیوی کو وسیلہ' آخرت بتایا ھے' دنیا کا نظام قائم رھے گا تو رجوع الی اللہ کے امکانات بھی بڑھ جائیں گے ، اسی لئے انہوں نے اصل صنعتوں کو فرض کفایہ قرار دیا کہ اگر ان کی طرف

(۳) ایضاً صفحہ ۲۰ ۔

سے کوتاہی برتی گئی تو معاشرتی نظام میں فتور پیدا ہو جائے گا۔ مذکورہ بالا دونوں اقتباسات اس کی شہادت دیتے ہیں کہ انہوں نے فرض کفایہ کے مفہوم کو بہت وسعت دی ہے اور یہ اس لئے ہے کہ وہ علوم دین کے اسرار پر کلی حیثیت سے غور کرتے تھے، آج اس سے زیادہ وسعت دینے کی ضرورت ہے، اب سماج بہت پیچیدہ ہو گیا ہے، علوم سائنس اور ٹیکنولوجی میں تخصص بڑھ گیا ہے، منصوبہ بندی کا زمانہ ہے، ایسی صورت میں مسلمانوں کو فرض کفایہ کی اصل روح سمجھ کر اپنے نظام حیات کا جائزہ لینا ہے۔ ایک نظریہ تو یہ ہے کہ قومی زندگی میں شریک ہو کر اور اپنا کام پورا کر کے ہم وطن و قوم کو مضبوط بناتے ہیں، ایک خیال یہ ہے کہ ہمیں کسی کام کا معاوضہ ملتا ہے اور ہمیں چاہیئے کہ ہم اسے کمال دیانتداری سے انجام دیں، ان میں سے ایک کی بنیاد حب الوطنی ہے اور دوسرے کی بنیاد فرد کے احساس ذمہ داری پر ہے۔ ان دونوں باتوں سے اچھے نتیجے نکل سکتے ہیں۔ لیکن آج جو لوگ قومی زندگی کے مختلف شعبوں میں کام کر رہے ہیں۔ چاہے وہ زراعت اور زراعت سے متعلق جدید طرز کے آلات اور متعلقہ اشیاء بنانے کے کارخانے ہوں۔ کپڑا بننے کی ملیں ہوں، انجینئرنگ اور میڈیکل انسٹی ٹیوٹ ہوں، سیاست ہو۔ بہر حال زندگی کا کوئی شعبہ ہو — اگر وہ اپنے کام کو فرض کفایہ تصور کر لیں تو اس سے آج کی زندگی سے متعلق جو رجحان یا Attitude بنے گا اس میں آخرت کا خوف غالب ہوگا۔ اور ہر کام کی معنوی حیثیت بدل جائے گی۔

(ضیاء الحسن فاروقی، جامعہ۔ بابت ماہ مارچ ۱۹۶۵

جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی)